قارئین کے سوالات

جوابات : مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

سوال : قبر پر اذان کہنے کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ السائل : نشاط احمد خورد چوٹالہ جہلم

جواب : دفن کے بعد قبر پر "اذان" کہنا بدعت سیئہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اسکا نبی کریم ﷺ، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ دینؒ اور سلف صالحینؒ کے زمانہ میں وجود نہیں ملتا ہے۔ بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہے۔

اسکے باوجود "قبوری فرقہ" اسکو جائز قرار دیتا ہے۔ امام بریلویت احمد رضا خان بریلوی نے اس مسئلہ پر "ایذان الاجر فی اذان القبر" کے نام سے رسالہ بھی لکھا ہے۔ جس میں وہ حسن یا ضعیف تو در کنار کوئی موضوع (من گھڑت) روایت بھی اس بدعت کے ثبوت میں پیش نہ کر سکے۔

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا اگر نیکی کا کام ہوتا یا شریعت کی رو سے میت کو کوئی فائدہ پہنچتا تو صحابہ کرامؓ جو سب سے بڑھ کر قرآن و حدیث کے معانی، مفاہیم و مطالب اور تقاضوں کو سمجھنے والے اور انکے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے تھے ضرور اسکا اہتمام کرتے۔

پھر چاروں اماموں سے بھی اسکا جواز یا استحباب منقول نہیں ہے۔ اور مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں :

"ہم مسائل شرعیہ میں امام صاحب (ابو حنیفہؒ) کا قول و فعل اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں۔ اور دلائل شرعیہ پر نظر نہیں کرتے" (جاء الحق : ۱/۱۵) اب بریلویوں پر لازم ہے۔ کہ وہ اپنے امام ابو حنیفہؒ سے اسکا استحباب ثابت کریں۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ اس فرقہ کا حنفی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر مزے کی بات تو یہ ہے کہ حنفی مذہب کی تمام معتبر کتابوں میں اس بدعتِ قبیحہ کا نام و نشان تک نہیں ملتا ہے۔ البتہ بعض حنفی اماموں نے قبر پر اذان کے عدم جواز اور بدعت ہونے کی صراحت بیان کی ہے۔ جیسا کہ

۱۔ امام شامی حنفیؒ لکھتے ہیں : "میت کو قبر میں داخل کرتے وقت اذان کہنا جیسا کہ آج کل رواج پا گیا ہے۔ سنت سے ثابت نہیں ہے۔ ابن حجر (مکی) نے اپنے فتاوی میں اسکے "بدعت" ہونے کی تصریح کی ہے۔ (حاشیہ ابن عابدین : ۲/۲۳۵)

۲۔ "درر البحار میں ہے جو بدعتیں ہندوستان میں شائع ہو گئیں۔ ان میں سے دفن کے بعد قبر پر اذان دینا ہے۔